OPEN ACCESS

Al-Marjān Research Journal

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan

المرجان ریسرچ سنٹر، لاہور

HJRS

Open Access
Al-Marjān
Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Economic Role of Ṣaḥābiyāt (Raḍī Allāhu ʻAnhunna) in the Prophetic Era and the Views of Orientalists and Muslim Thinkers: An Analytical Study

عہدِ نبویؐ میں صحابیاتؓ کا معاشی کردار اور مستشرقین و مسلم مفکرین کی آراء: تجزیاتی مطالعہ

Authors Details

1. **Fozia Altaf** (Corresponding Author)
   PhD Scholar, Department of Islamic Studies, HITEC University, Taxila Cantt, Pakistan.
   Email: **fozia.altaf@gmail.com**
2. **Dr. Ahmad Hassan**
   Assistant Professor, Department of Islamic Studies, HITEC University, Taxila Cantt, Pakistan.

Citation

Altaf, Fozia and Dr. Ahmad Hassan." Economic Role of Ṣaḥābiyāt (Raḍī Allāhu ʻAnhunna) in the Prophetic Era and the Views of Orientalists and Muslim Thinkers: An Analytical Study."*Al-Marjān Research Journal* 3,no.4, Oct-Dec (2025): 114–132.

Submission Timeline

Received: Sep 09, 2025
Revised: Sep 20, 2025
Accepted: Oct 07, 2025
Published Online: Oct 14, 2025

Publication & Ethics Statement

Al-Marjān Research Journal
Article QR

Published by *Al-Marjān Research Center*, Lahore, Pakistan.

© The Authors. No conflict of interest declared.

This is an open access article distributed under the terms of the **Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).**

ADL ASIAN DIGITAL LIBRARY | INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL | ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE | HJRS HEC Journal Recognition System | DRJI Directory of Research Journal Indexing

Economic Role of Ṣaḥābiyāt (Raḍī Allāhu ʻAnhunna) in the Prophetic Era and the Views of Orientalists and Muslim Thinkers: An Analytical Study

عہدِ نبویؐ میں صحابیاتؓ کا معاشی کردار اور مستشرقین و مسلم مفکرین کی آراء: تجزیاتی مطالعہ

☆ فوزیہ الطاف　　☆ ڈاکٹر احمد حسن

Abstract

This research investigates the dynamic economic contributions of the Ṣaḥābiyāt (female companions of Prophet Muḥammad ﷺ) during the Prophetic era, showcasing their active involvement in trade, agriculture, tailoring, craftsmanship, medicine, nursing (riḍāʻah), childcare (ḥāḍinah), and even military support services. Far from being confined to domestic spheres, these women managed properties, cultivated vegetables in Madīnah, tended livestock, and supported jihād through logistics and battlefield nursing, as exemplified by Umm ʻAmmārah's valor at Uḥud. Drawing on authentic Ḥadīth collections and classical Sīrah literature, the study contrasts these indigenous sources with Orientalist critiques that often measure Muslim women's agency against Western secular benchmarks, resulting in skewed portrayals of passivity. A comparative textual analysis exposes biases in Orientalist narratives while amplifying positive, evidence-based acknowledgments of women's roles. The findings affirm that Islamic teachings predated modern feminism by granting women financial autonomy, inheritance rights, and professional legitimacy—evident in the Prophet's selection of skilled wet-nurses like Umm Ayman (R) for his son Ibrāhīm. Muslim thinkers, conversely, celebrate this egalitarian framework as divinely ordained empowerment. The study concludes that revisiting primary Islamic sources counters reductionist Orientalism and restores the Ṣaḥābiyāt as architects of early Muslim economy and welfare. It urges contemporary scholarship to prioritize indigenous hermeneutics for authentic gender historiography in Islamic civilization.

Keywords: Ṣaḥābiyyāt, Economic Empowerment, Orientalism, Social Welfare, Gender Equality.

تعارف موضوع

اسلام نے عورت کو معاشرتی و معاشی میدان میں مکمل آزادی اور عزت بخشی، جو عہدِ نبوی ﷺ میں صحابیاتؓ کی عملی زندگی سے عیاں ہے۔ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات نے خواتین کو گھریلو حدود سے نکال کر تجارت، زراعت، طب، رضاعت، حاضنگی اور جہاد کی معاونت جیسے شعبوں میں نمایاں مقام عطا کیا۔ مدینہ منورہ میں انصاری خواتین کاشتکاری اور باغبانی کرتیں، جبکہ مرد حضرات جہاد و تبلیغ میں مصروف رہتے۔ ام ایمنؓ جیسی شخصیات نے حاضنہ کے فرائض سرانجام دیے اور ام عمارہؓ نے احد کی جنگ میں رسول اللہ ﷺ کے دفاع میں شجاعت دکھائی۔ یہ مقالہ مستند

☆ پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اسلامیات، ہائی ٹیک یونیورسٹی، ٹیکسلا کینٹ، پاکستان۔
☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، ہائی ٹیک یونیورسٹی، ٹیکسلا کینٹ، پاکستان۔

احادیث، سیرت کتب اور تاریخی مآخذ سے صحابیاتؓ کے معاشی کردار کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے، جبکہ مستشرقین کی مغربی پیمانوں پر مبنی تنقید کا موازنہ کرتے ہوئے ان کے تعصبات کو بے نقاب کرتا ہے۔ مسلم مفکرین کی آراء سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نے عورت کی معاشی خود مختاری کو صدیوں پہلے تسلیم کیا۔ یہ مطالعہ صحابیاتؓ کو معاشرتی ترقی کی معمار ثابت کرتا ہے اور مستند اسلامی تناظر میں جنس کی تاریخ نویسی کی اہمیت اجاگر کرتا ہے۔

مبحثِ اول: خواتین کے معاشی کردار ادا کرنے میں حدیث نبوی ﷺ تعلیمات

جس طرح قرآنی آیات کے اسلوب سے ہمیں یہ بات سمجھ آتی ہے کہ معاش کی ترغیب میں قرآن کی تعلیمات عام ہیں اور اس کا خطاب مرد وزن ہر ایک کے لئے ہے اسی طرح ایسی کئی مستند روایات موجود ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم السلام نے خواتین کو بوقت ضرورت معاشی جدوجہد کی نہ صرف اجازت دی بلکہ اگر وہ معاشی جدوجہد میں حصہ لیں گی تو قیامت والے دن دوسرے اجر کا ثواب حاصل کریں گی۔ ذیل میں نمونے کے طور پر صرف دو احادیث بیان کی جاتی ہیں۔ حضرت جابر بن عبد اللہ کی خالہ کو طلاق ہوئی تو حضور اکرم ﷺ نے انھیں کھیتوں میں جانے اور کھجوروں کے درخت کاٹنے کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا:

((اخرجی فجدی نخلک لعلک ان تصدق منه او تفعلی خیرا)[1]

"آپ باہر جاکر کھیتوں میں کام کاج کیا کریں اور کھجور کے درخت کاٹا کریں تاکہ اس آمدنی سے صدقہ کریں اور بھلائی کر سکیں۔"

حضرت رائطہ رضی اللہ عنہا کا تعارف کرتے ہوئے علامہ اصبہانیؒ بیان کرتے ہیں:

رائطة بنت عبد الله امرأة عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا رسول الله إني امرأة ذات صنعة أبيع منها وليس لزوجي ولا لولدي شيء فيشغلوني فلا أتصدق، فهل لي فيهم أجر؟ قال: لك في ذلك أجر ما أنفقت عليهم، فأنفقي[2]

"آپ عبد اللہ کی بیٹی اور ابن مسعود کی بیوی ہیں۔ انہوں نے بارگاہ نبوی ﷺ میں عرض کیا: یارسول اللہ! میں ایک صنعت کار عورت ہوں اور اپنی مصنوعات کو فروخت کرتی ہوں اور میرے پاس اور میری اولاد کے پاس کچھ نہیں ہے اور میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ کیا میں اپنے شوہر اور اپنی اولاد پر خرچ کر سکتی ہوں؟ تو آپ ﷺ فرمایا: تمہیں ان پر خرچ کرنے کا اجر ملے گا۔"

ایک دوسری روایت میں اس واقعہ کو پس منظر کے ساتھ یوں بیان کیا گیا ہے:

(عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ بِمِثْلِهِ سَوَاءً قَالَتْ كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ وَكَانَتْ زَيْنَبُ تُنْفِقُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ وَأَيْتَامٍ فِي حَجْرِهَا قَالَ فَقَالَتْ لِعَبْدِ اللَّهِ سَلْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَجْزِي عَنِّي أَنْ أُنْفِقَ عَلَيْكَ وَعَلَى أَيْتَامٍ فِي حَجْرِي مِنْ الصَّدَقَةِ فَقَالَ سَلِي أَنْتِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُ امْرَأَةً مِنْ الْأَنْصَارِ عَلَى الْبَابِ حَاجَتُهَا مِثْلُ حَاجَتِي فَمَرَّ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا سَلْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَجْزِي

[1]- Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ash‘ath, *Sunan Abī Dāwūd* (Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmīya, 1419 AH/1998), Kitāb al-Ṭalāq, Bāb fī al-Mabtūta Takhruj bil-Nahār, Ḥadīth No. 2297.
[2] -Ismā‘īl ibn Muḥammad, *Al-Targhīb wa al-Tarhīb li-Qawām al-Sunna* (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 1414 AH/1993), 2:304.

عَنِّي أَنْ أُنْفِقَ عَلَى زَوْجِي وَأَيْتَامٍ لِي فِي حَجْرِي وَقُلْنَا لَا تُخْبِرْ بِنَا فَدَخَلَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ مَنْ هُمَا قَالَ زَيْنَبُ قَالَ أَيُّ الزَّيَانِبِ قَالَ امْرَأَةُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ لَهَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ)[3]

"حضرت زینب سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں مسجد میں تھی کہ نبی کو یہ کہتے ہوئے دیکھا، آپ نے فرمایا: عورتو! تم صدقہ کرو اگرچہ زیورات ہی سے کیوں نہ ہو۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا اپنے شوہر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ اور ان یتیم بچوں پر خرچ کرتی تھیں جو ان کی پرورش میں تھے۔ انھوں نے اپنے شوہر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کریں آیا میرے لیے یہ کافی ہے کہ میں تم پر اور ان یتیم بچوں پر خرچ کروں؟ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: تم خود ہی رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کرلو، چنانچہ میں انہیں ملی اور آپ کے دروازے پر ایک انصاریہ عورت کو پایا۔ اس کی حاجت بھی میری حاجت جیسی تھی۔ اتنے میں ہمارے پاس سے حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ گزرے تو ہم نے کہا کہ نبی کریم ﷺ سے دریافت کرو۔ آیا میرے لیے یہ کافی ہے کہ میں اپنے شوہر اور ان یتیم بچوں پر خرچ کروں جو میری پرورش میں ہیں؟ اور ہم نے یہ بھی کہا کہ آپ سے ہمارا ذکر نہ کرتا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ اندر گئے اور آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: وہ دو عورتیں کون ہیں: بلال رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا: زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے، آپ نے دریافت فرمایا: کون سی زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی بیوی۔ آپ نے فرمایا: اس کے لئے دو اجر ہیں، ایک قرابتداری کا اجر اور دوسرا صدقے کا اجر۔"

معاش انسانی کا بہتر سے بہتر ہونا ضروری ہے اس کے لئے سرور دوعالم صلی الہ ہم نے دعا سکھلائی:

(اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتُّقَى وَالْعفافَ والْغِنَى)[4]

"اے اللہ میں آپ سے ہدایت، تقوی، عفت اور تونگری کا سوال کرتا ہوں۔"

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا:

(نعم المال الصالح مع الرجل الصالح)[5]

"نیک آدمی کے لئے اچھا مال کیا ہی خوب ہے۔"

نبی کریم ﷺ نے حضرت انس علی اللہ کے لئے کثرت اولاد کے ساتھ فراخی رزق کی دعا فرمائی۔ ارشاد فرمایا: اللهم أكثِرْ مَالَهُ، وَوَلَدَهُ[6] "اے اللہ اس کے مال اور اولاد میں کثرت فرما۔" جہالت کے جس دور میں آپ ﷺ تھے اس دور میں آپ ﷺ نے دکھتی رگوں پر مرحم رکھا اور نوع انسانیت کی بے لوث خدمات انجام دی۔ اس کی تصویر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ایک جملوں سے واضح ہوتا ہے فرماتی ہیں کہ:

(كلا، أبشر، فوالله لا يخزيك الله أبدا؛ إنك لتصل الرحم، وتصدق الحديث، وتحمل الكل، وتقري الضيف، وتعين على نوائب الحق)[7]

---

[3]- Al-Bukhārī, Abū ʻAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʻīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Beirut: Dār Ibn Kathīr, 1407 AH/1987), Kitāb al-Zakāt, Bāb al-Zakāt ʻalā al-Zawj wa al-Aytām fī al-Ḥijr, Ḥadīth No. 1446.

[4] -Al-Tirmidhī, Abū ʻĪsā Muḥammad ibn ʻĪsā ibn Sūra, *Jāmiʻ al-Tirmidhī* (Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1419 AH/1998), Bāb mā jā'a fī ʻUqd al-Tasbīḥ bil-Yad, Ḥadīth No. 3489.

[5] -Ibn Ḥibbān, Muḥammad ibn Ḥibbān al-Tamīmī, *Ṣaḥīḥ Ibn Ḥibbān* (Beirut: Mu'assasat al-Risāla, 1414 AH/1993), Ḥadīth No. 3310.

[6] - Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Daʻwāt, Ḥadīth No. 6344.

(ہر گز نہیں! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کریں گے، آپ ﷺ تو رشتوں کو جوڑنے والے ہیں، آپ ﷺ تو کمزوروں، بے کسوں کا سہارا بنتے ہیں، جن کا کوئی کمانے والا نہیں آپ ان کو کما کر کھلاتے ہیں، غریبوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور آفت زدہ لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔)

معلوم ہوا آپ ﷺ نے اپنی امت کو یہ حکم دیا کہ ہر ضرورتمندوں کی ضروریات پورا کیا جائے پھر اس کا عملی مظاہر صحابہ کرام اور صحابیات نے عہد نبوی ﷺ میں ہی تمام تر پہلوؤں کا احاطہ کرنے غیر معمولی کوششیں کی اور اس انداز میں صحابیات نے بھی اپنی کارکردگی کا احساس دلاتے ہوئے بے یارومددگار لوگوں کی ہر انداز میں ضرورت کو پورا کرنے کی انتھک کوششیں کی۔

مبحثِ دوم: عہد نبوی ﷺ میں خواتین کے معاشی کردار

نبی اکرم ﷺ نے جو تعلیمات صحابہ وصحابیات کو جس پہلو کے حوالہ سے ارشاد فرمائی، انہوں نے اس پر عمل کر کے دنیا کے سامنے اتباع کی مثال رقم کردی۔ جس طرح عہد نبوی میں خواتین میں سماجی، رفاہی کاموں میں مردوں کے ساتھ ہر لحاظ سے تعاون کیا اسی طرح صحابیات رضی اللہ عنھن نے معاش کے حوالہ سے ان کے ساتھ مختلف شعبے اپنا کر تعاون کیا۔ خواتین نے زیادہ تر تجارت، کاشت کاری، خیاطت، صنعت وحرفت، طب وجراحت اور رضاعت جیسے شعبوں میں اہم کردار ادا کیا۔ جن میں مسلم خواتین نے اپنا نمایاں کردار ادا کیا ان میں سے چند شعبہ جات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

مشاطہ: دلھنوں کو بالخصوص اور دوسری خواتین کی زیب وزینت اور آرائش کے لئے ایک خاص طبقہ تھا جو عام وخاص مواقع پر مشاطگی کرتا تھا یہ اپنے فن کی ماہر عورتیں ہوتی تھیں۔ زیبائش میں وہ بالوں کو سنوارنے کا کام بھی کرتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ اور دوسری خواتین عصر کے بیاہ اور رخصتی کے مواقع پر مشاطہ کا ذکر ملتا ہے۔

قابلہ: بچوں کی ولادت کے لئے دائیوں کا ایک طبقہ تھا۔ بعض اہل خاندان کی بڑی بوڑھیاں یہ کام ضرور انجام دے لیتی تھی مگر ان کے علاوہ خالص پیشہ ور "قابلہ" دائیاں ہوتی تھیں۔ حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا ان میں سے ایک تھی جنھوں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے تمام بچوں اور بچیوں کی ولادت کے علاوہ بنات طاہرات اور دوسری خواتین کے بچوں کی ولادت میں دایہ کا کام کیا تھا۔ مکی دور میں ام انمار بنت سباع ایک دایہ بھی تھیں۔"[8]

حاضنہ: "کمسن بچوں اور بچیوں کی دیکھ بھال اور پرورش کے لئے عرب سماج میں عورتوں کا ایک خاص طبقہ حاضنہ (انا) کا بھی تھا۔ ان میں باندیوں کے علاوہ اجرت پر کام کرنے والی آزاد عورتیں بھی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی انا حضرت ام ایمنؓ اس باب میں شہرت وعظمت رکھتی تھیں۔ ان کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے فرزند گرامی حضرت ابراہیم کی بھی ایک دائی، انا اور کھلائی تھی جن کا ذکر حدیث کی کتابوں میں آتا ہے حالانکہ ان کے شوہر لوہار کا کام کرتے تھے مگر وہ خود مرضعہ اور انا کا کام کرتی تھیں۔ ان کی اہمیت کا اندازہ اسی سے کیا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرزند دلبند کے لئے ان کا انتخاب کیا تھا۔

سرکاری نوکری: نظام حکومت یا انتظامیہ میں عورت کی شمولیت کا مسئلہ خاصا نازک ہے اور اپنی جہات کے لحاظ سے بہت اہم بھی ہے لیکن اسلام نے خاتون جراحوں، طبیبوں اور دوسری ماہرات فن سے کام لیکر نے ان کے لئے کسی حد تک گنجائش ضرور نکالی ہے۔ بازار کی افسر کی حیثیت سے

[7] -Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb Badʾ al-Waḥy, Ḥadīth No. 3.
[8] -Al-Balādhurī, Aḥmad ibn Yaḥyā ibn Jābir ibn Dāwūd, *Futūḥ al-Buldān* (Beirut: Dār wa Maktabat al-Hilāl, 1408 AH/1988), 1:175.

رسول اللہ ﷺ نے ایک خاتون کا تقرر کر کے ایک بہت اہم اور دور رس نتائج کا حامل اقدام کی بنیاد رکھی تھی۔ یہ کافی حیرت انگیز بات ہے کہ بازار کے خالص مردانہ تجارتی کاروبار کی دیکھ بھال اور انتظام و انصرام کے لئے آپ صلی الایم نے ایک خاتون کا تقرر کیا تھا وہ تھیں حضرت شفاء رضی اللہ عنہا جو مدینہ کے ایک بازار کی افسر تھیں۔

فوجی خدمات: " قرون وسطی میں بہت سی خواتین فوجی خدمات سر انجام دیتی رہی ہیں۔ منصور کے عہد میں علی بن عبد اللہ کی صاحبزادیاں ام ایمن اور لیا بہ لباس حرب میں ملبوس اسلامی افواج کے ساتھ بار نطین علاقے کی طرف مارچ کر رہی تھیں۔ ہارمن کے دور میں بھی یہ شہزادیاں گھوڑوں کی رکھوالی کرتیں اور فوجوں کو میدان جنگ میں بھیجتی تھیں۔ عہد نبوی میں بھی جہاد میں شرکت اور مجاہدین کی خدمت کے لئے بہت سی صحابیات مصروف عمل نظر آتی ہیں۔ ام عمارہ نے جنگ احد میں حضور ﷺ کے دفاع کے لئے مردوں کی سی ثابت قدمی اور بے باکی و شجاعت کا مظاہرہ کیا کہ انتہائی افراتفری اور انتشار کے عالم میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ نے ان الفاظ میں ام عمارہ کی تعریف فرمائی: میں دائیں یا بائیں طرف نہیں مڑتا تھا جب تک کہ میں نے انہیں اپنے ساتھ لڑتے ہوئے نہ دیکھا۔"[9]

ربیع بنت معوذ کا بیان ہے کہ:

(كُنَّا نَغْزُوْا مَعَ رَسُولِ الله نَسْتَقِي القَومَ وَنَخْدِمُهُم وَ نَرُدُّ القَتْلِي وَالْجَرَحِي إِلَى الْمَدِينَةِ)[10]

"ہم نبی صلیٰ اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد پر جاتی تھیں اور ہماری خدمات یہ ہوتی تھیں کہ مجاہدین کو پانی پلائیں ان کی خدمت کرتیں۔ جنگ میں کام آنے والوں اور زخمی ہونے والوں کو مدینہ لوٹاتیں۔"

عدالت کی سربراہ: " خلیفہ مقدر عباس کی ماں سب سے بڑی عدالت "ولاية المظالم" کی سربراہ تھی۔ حسن بن ابراہیم حسن فرماتے ہیں: خلیفہ مقدر عباس کی والدہ لوگوں کی Appeals سنتیں اور ان کی شکایات کا ازالہ کرتی تھیں۔"[11]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَرْبَعٌ مَنْ أُعْطِيَهُنَّ فَقَدْ أُعْطِيَ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ :قَلْبًا شَاكِرًا، وَلِسَانًا ذَاكِرًا، وبَدَنًا عَلَى الْبَلَاءِ صَابِرًا، وَزَوْجَةً لَا تَبْغِيهِ خَوْفًا فِي نَفْسِهَا وَلَا مَالِهِ۔[12]

"چار چیزیں جس شخص کو مل گئیں اس کو دنیا اور آخرت کی بھلائی کی چیزیں مل گئیں، شکر کرنے والا دل، ذکر کرنے والی زبان، مصیبت میں صبر کرنے والا سم اور ایسی بیوی جو انسان کی موجودگی اور غیر موجودگی میں اس کے مال اور اپنی جان کی حفاظت کرے"۔

---

9 -Ibn al-Athīr, ʻIzz al-Dīn, *Asad al-Ghāba fī Maʻrifat al-Ṣaḥāba* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmīya, 1415 AH/1994), 5:605; Muḥammad ibn Saʻd, *Al-Ṭabaqāt al-Kubrā* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmīya, 1410 AH/1990), 8:415.

10- Al-Shawkānī, Muḥammad ibn ʻAlī, *Nayl al-Awṭār* (Beirut: Dār al-Jīl, 1393 AH/1973), Bāb Istiṣḥāb al-Nisā' li-Maṣlaḥat al-Marḍā wa al-Jarḥā wa al-Khidma, 9:141.

11-Ibn al-Athīr, *Asad al-Ghāba*, 5:509.

12-Al-Ṭabarānī, Sulaymān ibn Aḥmad ibn Ayyūb ibn Muṭayr al-Lakhmī al-Shāmī, Abū al-Qāsim, *Al-Muʻjam al-Awsaṭ*, ed. Ṭāriq ibn ʻAwaḍ Allāh ibn Muḥammad and ʻAbd al-Muḥsin ibn Ibrāhīm al-Ḥusaynī (Cairo: Dār al-Ḥaramayn, 1415 AH/1995), 7:189.

تجارت

عہد نبویؐ میں بہت سی عورتیں تجارت کیا کرتی تھیں حضرت خدیجہؓ کی تجارت شام سے وسیع پیمانے پر تھی۔ حضرت خدیجہؓ کی ایک بہن حضرت ہالہؓ کی عہد میں چمڑے کی کھال کی تجارت کرتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہؓ سے شادی کے سلسلے میں ان سے اپنے ایک ساتھی اور ہم عمر حضرت عبداللہ بن حارث ہاشمی کے ساتھ بازار یاان کے مقام تجارت پر ملاقات کی تھی۔[13]

حضرت قیلہؓ نے حضور ﷺ سے عرض کی :(إني امرأة أبيع وأشتري)[14] (کہ میں ایک ایسی عورت ہوں، جو مختلف چیزوں کو بیچتی بھی ہوں اور خریدتی بھی ہوں۔)اسی طرح خولہ، ملائکہ، ثقیفہ اور ام ورقہؓ وغیرہ عطریات کی تجارت کرتی تھیں۔ اسماء بنت مخرمہؓ حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں عطر کا کاروبار کرتی تھیں۔

ابن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(وكان ابنها عبد الله بن ابي ربيعه يبعث اليها بعطر من اليمن وكانت تبيعه الى الا عطيه فكنا نشتري منها)[15]

(ان کا بیٹا عبداللہ بن ابی ربیعہ یمن سے اتر بھیجتا تھا اور وہ اسے بیچتی تھی اور ہم ان سے خریدتے تھے۔)

اس طرح عمرہ بنت الطبیخؓ فرماتی ہیں:

(انطلقتم مع جاريه لنا الي السوق فاشترينا جريثه في زبيل قد خرج راسها،وذمها من الزبيل،فمر علي فقال: بكم هذا؟ ان هذا لكثير طيب يشبع منه العيال)[16]

(میں اپنی لونڈی کے ساتھ بازار گئی اور وہاں سے ایک بڑی مچھلی خریدی اور اسے جھولے میں رکھا اور مچھلی کا سر اور اس کی دم جھولے سے باہر نکلی ہوئی تھی۔ وہاں پر حضرت علیؓ کا گزر ہوا تو انہوں نے پوچھا: آپ نے یہ مچھلی کتنے میں خریدی ہے؟ یہ تو بہت بڑی اور اچھی مچھلی ہے اسے سارے گھر والے سیر ہو کر کھا سکتے ہیں۔)

میں نے ایک مرتبہ اپنی کنیز کے ساتھ، بازار جاکر مچھلی خریدی۔ حضرت علیؓ نے دیکھی تو مچھلی کی تعریف کی،ان کے علاوہ حضرت کریمہؓ اور دیگر صحابیات بھی سوداگری کرتی تھیں۔

حضرت نبہان التمارؓ کے سوانحی خاکہ میں ایک خاتون کا ذکر آیا ہے جو ان سے تمر (کھجور) خریدنے آتی تھیں۔ حضرت موصوف تو کھجور کے بیوپاری ہی تھے وہ خاتون بھی شاید یہ کاروبار کرتی تھی۔ روایات تفسیر میں اس واقعے کا ذکر آتا ہے۔[17] ابن عبدالبر لکھتے ہیں:

"حضرت خولہؓ ایسی عطر فروش تھی کہ وہ "الاطارہ" کے نام سے ہی مشہور ہو گئی تھیں۔ رسول اکرم ﷺ کے خانہ مبارک میں آتی تھیں اور ادھر فروخت کرتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ ان کے اتروں کی خوشبوئوں سے ان کو پہچان لیا کرتے تھے۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے گھر میں پایا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا تم لوگوں نے

---

[13] -Ibn Kathīr, Ismā'īl ibn 'Umar, *Tafsīr Ibn Kathīr* (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmīya, 1419 AH/1998), 1:266–267.

[14] -Muḥammad ibn Sa'd, *Al-Ṭabaqāt al-Kubrā*, 8:311.

[15] -Muḥammad ibn Sa'd, *Al-Ṭabaqāt al-Kubrā*, 8:300; Al-'Asqalānī, Aḥmad ibn 'Alī ibn Ḥajar, *Al-Iṣāba fī Tamyīz al-Ṣaḥāba* (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmīya, 1415 AH/1994), 8:118–119.

[16] -Muḥammad ibn Sa'd, *Al-Ṭabaqāt al-Kubrā*, 8:488.

[17]-Ibn al-Athīr, *Asad al-Ghāba*, 5:413.

ان سے کچھ خریدا بھی ہے؟حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ آج وہ کاروبار کی غرض سے نہیں آئیں، اپنے شوہر کی شکایت لے کر آئی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شکایت کا تدارک فرمایا۔"[18]

حضرت عائشہؓ رسول اکرم ﷺ کے لئے ان سے عطر خریدا کرتی تھیں۔

"حضرت ملائکہؓ، جو مشہور صحابی حضرت سائب بن اقرعؓ کی ماں تھی عطر فروش کا کام کرتی تھیں۔ ان کے فرزند حضرت سائب سخفیؓ کا بیان ہے کہ ایک بار میری ماں حضرت ملائکہؓ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں عطر فروشی کے ارادے سے پہنچیں۔ رسول اکرم ﷺ نے بعد خرید ان سے ان کی ضرورت وحاجت کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حاجت تو کوئی نہیں لیکن میرے چھوٹے بچے کے لئے، جو ان کے ساتھ تھا، دعا فرمادیں۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔"[19]

عہد نبوی ﷺ میں خواتین عطایا کی فروخت کا کام بھی کرتی تھیں۔ "ایک غزوہ میں امام سنان اسلمی رضی اللہ عنہا کو نبی ﷺ نے اپنی سواری کا ایک اونٹ ہدیہ کر دیا تھا جسے انہوں نے مدینہ پہنچ کر سات دینار میں فروخت کر دیا تھا۔"[20]

موہوبہ یا عطا شدہ "اموال" کو نقد بیچ کر دوسری ضروری چیزیں خریدنے کا رجحان مردوں کے علاوہ خواتین میں بھی تھا بسا اوقات وہ منقولہ اسباب اموال کے علاوہ غیر منقولہ جائیدادیں بھی خریدتی بیچتی تھی۔ غیر منقولہ آراضی و مکانات کی ملکیت اور ان سے مالی آمدنی کا ذکر روایات میں آتا ہے۔

کاشتکاری

تہذیب کے ابتدا ہی سے عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی رہی ہیں خصوصاً جس وقت مردوں کی تعداد کم ہوتی تھی عورتیں اپنے شوہر اور والد کے ساتھ چارہ خشک کرنے اور جانوروں کو کھیتوں میں چرانے کے کاموں میں مشغول رہتی تھیں، وہ صبح اور دوپہر کے وقت کھیتوں میں کھانا لاتی تھی اور دوسرے کام کرتی تھیں۔ اس کی وضاحت حضرت موسی علیہ السلام کے قصے سے ہوتی ہے جب وہ مصر چھوڑ کر مدین روانہ ہوئے تو انہیں دولڑکیاں ملی جو اپنی بھیڑوں کی نگرانی کر رہی تھیں اور چرواہوں کے آنے سے پہلے اپنے جانوروں کے لئے کنویں سے پانی نکالتی تھیں۔[21]

حضرت جابرؓ کی خالہ کا قصہ بیان کیا جا چکا ہے کہ انہیں نبی ﷺ نے عدت کے دوران بھی اس بات کی اجازت دے دی کہ جاؤ کھجور کے درختوں سے پھل اتارو ہو سکتا ہے کہ تم صدقہ کرو اور ثواب کی حقدار بنو۔[22] اس کے علاوہ حضرت خولہ بنت ثعلبہؓ کا قصہ بھی مشہور و معروف ہے ان کے خاوند نے ان سے اظہار کیا اور وہ دونوں نبی ﷺ کے پاس مسئلے کو دریافت کرنے کے لئے آئے تو آپ ﷺ نے شوہر کو حکم دیا کہ جب تک اس مسئلے کے سلسلے میں کوئی حکم نازل نہیں ہو جاتا تم اپنی بیوی سے الگ رہو بیوی نے کہا:

(يَا رَسُولَ اللهِ مَالَهُ مِنْ شَيْءٍ وَمَا يُنْفِقُ عَلَيْهِ إِلَّا أَنَاهُ)[23]

(ان کے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے میں ہی ان پر خرچ کرتی ہوں۔ (پھر وہ مجھ سے الگ رہ کر کس طرح زندگی گزار سکتے ہیں؟)

---

[18]- Ibn al-Athīr, *Asad al-Ghāba*, 5:432.
[19]-Ibn al-Athīr, *Asad al-Ghāba*, 5:449
[20] -Al-Wāqidī, Abū ʻAbd Allāh Muḥammad ibn ʻUmar ibn Wāqid, *Al-Maghāzī*, ed. Marsden Jones (Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmīya, 1409 AH/1989), 287.
[21] -Al-Ḥajj, 22:28.
[22] -Abū Dāwūd, *Sunan Abī Dāwūd*, Kitāb al-Ṭalāq, Bāb fī al-Mabṭūta Takhruj bil-Nahār, Ḥadīth No. 2297.
[23] -Muḥammad ibn Sa'd, *Al-Ṭabaqāt al-Kubrā*, 8:378.

عہد نبوی میں کئی خواتین اپنے مردوں کے ساتھ کھیتی باڑی میں اس لیے شامل ہوتیں کہ ان کے گلوں اور جانوروں کے ریوڑ میں اضافہ ہو، ان کے شوہروں کی زراعت ترقی کرے مگر یہ تمام صحابیات کا مشغلہ نہ تھا بلکہ سر سبز مقامات کے باشندوں کے ساتھ مخصوص تھا۔ مدینہ منورہ میں انصار کی تمام عورتیں کاشتکاری کرتیں اور خاص کر سبزیاں ہوتی تھیں۔ حضرت اسماء بنت ابو بکرؓ گھر کا کام کاج بھی کرتی تھیں اور اپنے کھیتوں سے گھوڑے کا چارہ اور کھجور کی گٹھلیاں سر پر لایا کرتی تھیں جیسے کہ حدیث سے وضاحت ہوتی ہے:

(عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رضى الله عنهما قَالَتْ تَزَوَّجَنِي الزُّبَيْرُ ، وَمَا لَهُ فِي الْأَرْضِ مِنْ مَالٍ، وَلَا مَمْلُوكٍ ، وَلَا شَيْءٍ غَيْرَ نَاضِحٍ ، وَغَيْرَ فَرَسِهِ ، فَكُنْتُ أَعْلِفُ فَرَسَهُ ، وَأَسْتَقِي الْمَاءَ ، وَأَخْرِزُ غَرْبَهُ وَأَعْجِنُ ، وَلَمْ أَكُنْ أُحْسِنُ أَخْبِزُ ، وَكَانَ يَخْبِزُ جَارَاتٌ لِي مِنَ الأَنْصَارِ وَكُنَّ نِسْوَةَ صِدْقٍ ، وَكُنْتُ أَنْقُلُ النَّوَى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِي أَقْطَعَهُ رَسُولُ اللهِ - صلى الله عليه وسلم - عَلَى رَأْسِي ، وَهِيَ مِنِّي عَلَى ثلثَى فَرْسَخٍ ، فَجِئْتُ يَوْمًا وَالنَّوَى عَلَى رَأْسِي فَلَقِيتُ رَسُولَ اللهِ - صلى الله عليه وسلم - وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَدَعَانِي ثُمَّ قَالَ " إِخْ إِخْ ". لِيَحْمِلَنِي خَلْفَهُ ، فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسِيرَ مَعَ الرِّجَالِ ، وَذَكَرْتُ الزُّبَيْرَ وَغَيْرَتَهُ ، وَكَانَ أَغْيَرَ النَّاسِ ، فَعَرَفَ رَسُولُ اللهِ - صلى الله عليه وسلم - أَنِّي قَدِ اسْتَحْيَيْتُ فَمَضَى ، فَجِئْتُ الزُّبَيْرَ فَقُلْتُ لَقِيَنِي رَسُولُ اللهِ - صلى الله عليه و وسلم - وَعَلَى رَأْسِي النَّوَى ، وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ ، فَأَنَاخَ لأَرْكَبَ ، فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ ، فَقَالَ وَاللَّهُ لَحَمْلُكِ النَّوَى كَانَ أَشَدَّ عَلَى مِنْ رُكُوبِكِ مَعَهُ . قَالَتْ حَتَّى أَرْسَلَ إِلَى أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ ذَلِكَ بِخَادِمٍ يَكْفِينِي سِيَاسَةَ الْفَرَسِ ، فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَنِي)[24]

(حضرت ابو بکر کی صاحبزادی حضرت اسماء اپنا ابتدائی حال بیان کرتی ہیں کہ حضرت زبیر سے میرا بیاہ ہو چکا تھا، لیکن ان کے پاس ایک پانی لادنے والے اونٹ اور گھوڑے کے سوا نہ کسی قسم کا کوئی مال تھا، نہ خادم اور نہ کوئی دوسری چیز میں خود اچھی نہ پکا سکتی تھی، پڑوس میں انصار کی کچھ عورتیں تھیں، جو اپنی دوستی میں بڑی مخلص ثابت ہوئیں، وہ میری روٹیاں پکا دیا کرتی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر کو میرے مکان سے دو میل کے فاصلے پر ایک زمین کاشت کرنے اور فائدہ اٹھانے کے لئے دے رکھی تھی میں اس زمین سے کھجور کی گٹھلیاں لایا کرتی تھی، ایک دن میں اپنے سر پر کھجور کی گھٹلیوں کی ٹوکری لا رہی تھی کہ راستے میں حضور ﷺ سے ملاقات ہو گئی۔ آپ ﷺ نے مجھے بلایا تا کہ اپنی سواری کے پیچھے بٹھالیں، لیکن چونکہ آپ ﷺ کے ساتھ انصار کے بعض افراد بھی تھے، اس لیے مجھے مردوں کے ساتھ چلنے میں شرم محسوس ہوئی۔ زبیر کی غیرت کا خیال آیا کہ وہ سب سے زیادہ غیرت مند ہے۔ چنانچہ پس و پیش کرنے لگی تو حضور ﷺ بھانپ گئے، اور آگے بڑھ گئے۔ سارا واقعہ زبیر سے ذکر کیا گیا۔ زبیر نے فرمایا واللہ تمہارا گٹھلیوں کا لانا مجھ پر بہت شاق گزرتا ہے۔ پھر حضرت ابو بکرؓ گھوڑے کی نگہداشت کے لئے ایک خادم بھیجا جس کی وجہ سے مجھے اس بار سے نجات ملی۔

حضرت اسماءؓ کی حدیث مکمل طور پر اس کی وضاحت کرتی ہے کہ عورت کن صورتوں میں گھر کے علاوہ دوسری سرگرمیوں میں حصہ لے سکتی ہے، حضرت اسماء مکمل طور پر گھر کی ذمہ داری سنبھالتی تھیں اور اس ذمہ داری کے ساتھ کھیت میں کام بھی کرتی تھیں، یہی وہ تصور ہے جو اسلام نے ہمیں دیا ہے کہ عورت اگر گھریلو ذمہ داریوں کے باوجود بھی کام کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے، تو اسلام اسے منع نہیں کرتا، کہ وہ اپنے لیے یا اپنے بچوں کے لئے روزی کما سکے۔ رسول اللہ ﷺ کے ایک غفاری اجیر اور ان کی اہلیہ ایک چراگاہ میں سرکاری جانوروں کی چرائی اور دیکھ بھال کرتی تھیں۔ ایسا ثابت ہوتا ہے کی چرواہی کا پیشہ خاص عورتوں اور بچیوں باندیوں سے متعلق تھا۔ اپ ﷺ کی ایک باندی ربیہ نامی، جو بنو قریضہ کی

24- Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Nikāḥ, Bāb al-Ghayra, Ḥadīth No. 5224; Muḥammad ibn Sa‘d, *Al-Ṭabaqāt al-Kubrā*, 8:250–251.

اسیر جنگ تھی، صدقات کے باغات میں سے ایک میں کام کرتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ ان کے جھونپڑے میں کبھی کبھی قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ مرض ابو فاۃ کا آغاز وہیں سے ہوا تھا۔[25] عہد نبوی میں متعدد عورتوں کے چرواہی کے کام کرنے کا ذکر ملتا ہے حضرت ابن مسعودؓ کی ماں بھی یہ کام کرتی تھی اور گھروں میں خادمہ کا کام انجام دیتی تھیں، چرواہوں اور گھریلو خدمات کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ یہ اصلاً خاتونی پیشہ تھا۔ چرواہی سے وابستہ دوسرے کام باڑے کے دودھاری جانوروں کا دودھ دوہنا اور مالکوں کے گھروں میں پہنچانا تھا۔ بعض باندیاں اور آزاد عورتوں کے نجی کام کے علاوہ پیشاور چرواہیاں ہی یہ کام کرتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی کئی باندیاں جیسے سلمہؓ اور ام ایمنؓ وغیرہ کے علاوہ بہت سے مکی اور مدنی اکابر کی چروائیاں یہ کام انجام دیتی تھیں۔ حضرت ام سلمہؓ کی ایک "مولاۃ" حضرت وجیہہؓ بھی ان میں سے ایک تھیں۔[26]

بہت سی خواتین خاندان کے معاشی ذمہ داری اپنی زرعی آمدنی کی وجہ سے بھی اٹھالیتی تھیں۔ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کو اپنے والد کی جائیداد ثقیف / طائف سے کچھ حصہ ملا تھا اور وہاں سے شہد آتا تھا اور بعض دوسری آمدنی بھی ہوتی جو وہ اپنے خاندان بالخصوص سابق شوہر حضرت ابو سلمہؓ کے یتیم بچوں پر خرچ کرتی تھیں۔ دوسری امہات المومنین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی زرعی جائیدادیں طائف اور مکہ میں تھیں۔ اور متعدد انصاری خواتین کی زرعی جائیدادیں مدینہ منورہ میں تھیں۔[27]

یہود مدینہ میں دو قبیلوں بنو نضیر اور بنو قریظہ کے باغات زرعی "اموال" اسلامی ریاست کے قبضے میں آئیں۔ تو ان میں سے بیشتر مہاجرین کو ملی اور بعض محتاج جو نادار انصار کو بھی عطا کی گئیں۔ ان کے علاوہ خیبر، فدک، وادی القرایٰ اور تیماء وغیرہ کی زرعی جائیدادوں کا معاملہ تھا۔ ان میں سے متعدد بلکہ سب میں خواتین کام کرتی تھی اور بعض کی وہ مالک بھی تھی۔ یہودی کاشتکاروں، باغ کہ مالکوں اور دوسرے زری پیشہ والوں کے ہاں انصاری خواتین مزدوری کا کام عہد جاہلی سے کرتی آرہی تھیں اور اسلامی عہد میں بھی یہ یہود مدینہ کی جلاوطنی کے زمانے تک کا کرتی رہیں۔

خیاطت اور کپڑا بنانا

حضرت فاطمہ بنت شبیہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کے تذکروں سے پتہ چلتا ہے کہ انصار کی عام عورتیں سلائی کا کام کرتی تھیں۔[28]

متعدد خواتین، جاہلی اور اسلامی دونوں ادواروں میں، کپڑا بننے کا کام کرتی تھی اور بنے ہوئے کپڑوں کو بیچا کرتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ نے ایک پردہ اور ایک قالین اسی طرح خریدی تھی۔ ایک خاتون نے ایک چادر بن کر خدمت نبوی میں ہدیہ کی تھی۔ قومی کاروان قریش میں مکہ کے خواتین نے سوت کات کر اور کپڑے بن کر بیچے تھے اور ان سے حاصل شدہ آمدنی قومی کارواں میں لگائی تھی۔

یہ قومی کارواں قریش، غزوہ بدر 624 / ھ 2 میں مکہ سے شام بھیجا گیا تھا اور جس میں تمام باشندگان مکہ نے بہت زیادہ سرمایہ لگایا تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت سی باندیاں خیاط تھیں یا کپڑا بننے والیاں تھیں۔ خیاطی نجاری، نساجی اور ایسے بہت سے کام عورتوں سے متعلق تھے امام بخاری رحمہ اللہ کے کتب الباس کے باب لبس والقسی کہ ترجمۃ الالباب میں لکھا ہے کہ قسیہ / قسی (ریشمی) کپڑا شام سے یا مصر سے آتا تھا۔ (وكانت النساء تصنع لبعولتهن مثل القطائف يسفونها)[29] (اور عورتیں اس کو اپنے شوہروں کے لئے قطائف یعنی چادروں کی مانند پھیلا کر بھنا کرتی تھیں۔)

---

[25] -Al-Balādhurī, *Futūḥ al-Buldān*, 1:543.
[26] -Al-Balādhurī, *Futūḥ al-Buldān*, 1:513–514.
[27] -Al-Balādhurī, *Futūḥ al-Buldān*, 1:427.
[28]-Al-ʻAsqalānī, *Al-Iṣāba fī Tamyīz al-Ṣaḥāba*, 13:81.
[29] -Ibn Ḥajar, *Fatḥ al-Bārī* (Beirut: Dār al-Maʻrifa, 1379 AH/1959), 10:360–361.

صنعت و حرف

عورتیں کارخانے بھی قائم کر سکتی ہیں اور دکان کھولنے کی بھی اجازت ہے۔ ضرورت کے وقت عورت کو شریعت منع نہیں کرتی۔ اگر عورت بیوہ ہو، مطلقہ ہو، یا اس کا شوہر بیماری وغیرہ کی وجہ معقول رقم نہ کما سکتا ہو تو وہ معاشی ضروریات کے لئے کاروبار کا کوئی بھی سلسلہ اختیار کر سکتی ہے۔ کوئی بھی کاروبار جو فائدہ مند قانونی اور معقول ہو، اختیار کیا جا سکتا ہے، حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حکم دیا کہ طبعی موت مرنے والے جانوروں کی کھال کو دباغت کے بعد استعمال کر لیا جائے۔[30]

میمونہؓ فرماتی ہیں کہ کچھ لوگ گدھے کے برابر بھیڑ کو لے کر آنحضرت ﷺ کے قریب سے گزرے، اپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم اس کی کھال کو استعمال کیوں نہیں کرتے انہوں نے کہا کہ یہ طبعی موت مری ہے آپ ﷺ نے فرمایا: "پانی اور فلاں درخت کے پتے اس کی جلد کو پاک کر دیتے ہیں۔"[31] آنحضرت ﷺ کی بیوی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو تباغت کا علم تھا اور جانوروں کی کھالوں کو دباغت دیا کرتی تھیں۔ فرماتی ہیں کہ "ایک مرتبہ ہماری ایک بھیڑ مر گئی اور ہم نے تازہ اتری ہوئی کھال کو دباغت دیا پھر اس میں کھجوریں بھر دیں۔"[32]

محسوس ہوتا ہے کہ دباغت کا کام اس زمانے کی عورتوں میں عام تھا اور آپ ﷺ نے کسی عورت کو اس کام سے منع نہیں کیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کام کرنے والوں کی ہمیشہ حوصلہ افزائی فرمائی ہے چاہے مرد ہو یا عورتیں ہوں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی بیوی سنت و حرفت سے واقف تھی اس کے ذریعے اپنے اور اپنے خاوند اور بچوں کے اخراجات بھی پورے کرتی تھیں۔

علقمہ نے حضرت عبد اللہؓ سے روایت کیا ہے کہ:

(أَنَّ زَيْنَبَ الأَنْصَارِيَّةَ إِمْرَأَةِ إِنِّي مَسْعُودٍ وَ زَيْنَبَ التَقَفِيَّةِ امْرَأَةِ إِبْنِ مَسْعُودٍ أَتَنَا رَسُولَ اللهِ صلي الله عليه وسلم تَسَأَلَانِهِ النَفَقَةُ عَلَى أَزْوَاجِهِمَا ، فَقَالَ لَهُما رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم نَعَمْ لَكُمَاأَجْرَانِ أَجْرُ الصَّدَقَةِ وَأَجْرُ القَرَابَةِ)[33]

(عبد اللہ سے روایت ہے کہ زینب انصاریہ زوجہ ابی مسعود اور زینب ثقفیہ زوجہ ابن مسعود دونوں رسول اللہ صلی علیم کے پاس آئیں اور دریافت کیا کہ کیا وہ اپنی آمدنی خاوندوں پر خرچ کریں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: تمہارے لیے دوہرا اجر ہے صدقے کا اور رشتہ داروں سے حسن سلوک کا۔)

رسول اکرم ﷺ نے ان کے کسب معاش کی تعریف و توصیف کی مگر کسی حدیث یہ ثابت نہیں ہوتا ان کو شوہر انہیں نان و نفقہ پر انحصار کرنے کا حکم دیا ہو یا ان کے شوہروں کو کمانے اور نفقہ اٹھانے کی ہدایت فرمائی ہو۔ اس سے عورتوں کے کسب معاش کا اصول و حق نکلتا ہے۔

ان دونوں خواتین کی دستکاری سے کمائی ان کی مجبوری تھی ان کے شوہر کماتے نہ تھے اور ان کے نفقہ سے گزیراں تھے اور وجہ ان کی ناداری تھی۔ اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ تبلیغ دین میں مصروف رہتے تھے اور اپنی روزی نہ کما سکتے تھے تو ایسی صورتحال میں بیوی کا اپنے شوہر پر خرچ آپ ﷺ کے مطابق دہرے اجر کا باعث ہے۔

[30]- Al-Qushayrī, Abū al-Ḥusayn Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī, 1412 AH/1992), Kitāb al-Ḥayḍ, Bāb al-Ṭahāra Julūd al-Mayyita bil-Dibāgh, Ḥadīth No. 366.
[31]- Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Zakāt, Bāb al-Ṣadaqa 'alā Mawālī Azwāj al-Nabī ṣallā
Ibn al-Athīr, *Asad al-Ghāba*, 5:455.
[32] -Allāh 'alayhi wa sallam, Ḥadīth No. 1492.
[33] -Al-'Asqalānī, *Al-Iṣāba fī Tamyīz al-Ṣaḥāba*, 4:319.

حضرت زینت بنت جحش اسدی خزیمی ام المومنین ایک دستکار خاتون تھیں طرح طرح کی چیزیں تیار کرتیں اور ان کو فروخت کر دیتیں۔ البتہ ان کی جو آمدنی آتی اسے اللہ کی راہ میں خیرات کر دیا کرتی تھیں، وہ صرف صدقہ و خیرات کے لئے حرفت و دستکاری سے وابستہ تھیں اور ان کو اپنی معاشی ضرورت پوری کرنے کے لئے کسی قسم کے کاروبار کی ضرورت نہیں تھی۔[34]

مختلف خواتین بالخصوص انصاری خواتین کے کاریگر غلاموں کا ذکر بھی ملتاہے ان میں سے ایک انصاری خاتون کا نجار (بڑھئی) غلام تھا۔ جو نجاری کا کام کرکے چیزیں بناتا اور فروخت کرتا تھا اور آمدنی مالکہ کو ملتی تھی۔ اس انصاری خاتون نے رسول اکرم ﷺ کی فرمائش پر یا ازخود ایک عمدہ منبر بنا کر خدمت اقدس میں پیش کیا تھا جس پر آپ کھڑے ہو کر خطبات جمعہ وغیرہ دیا کرتے تھے۔[35]

بہت سی عورتیں اجرت اور مزدوری پر بھی کام کیا کرتی تھیں ان کا کام ہنر اور مہارت سے زیادہ صرف محنت پر مبنی تھا جیسے فتح مکہ کے موقع پر حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک عورت کی خدمات حاصل کرکے اس کے ذریعے ایک خط اکابر قریش کو بھیجا تھا وہ رسول اللہ ﷺ کے جاسوس نے اس سے بروقت حاصل کر لیا تھا۔ بعض روایات کے مطابق حضرت حاطب نے اس اجیر عورت کو دس دینار (سو درہم) کی خطیر رقم بطور اجرت دی تھی۔[36]

طبابت وجراحت

طب اور جراحت میں رفیدہ، اسلمیہ، ام مطاع، ام کبشہ، حمنہ بنت جحش، معاذہ لیلٰی، امیمہ، ربیع بنت معوذ، ام عطیہ، ام سلیم کو زیادہ مہارت حاصل ہے۔ یہ جنگ دامن میں مریضوں کا علاج اور زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں۔ روایات میں مذکور ہے کہ:

> (رفيدة الأنصارية أو الأسلمية .... فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوهُ فِي خَيمَةِ رَفِيدَةِ التي فِي المَسْجِدِ حَتَّى أَعُودُهُ مِنْ قَرِيبٍ وَكَانَتْ امْرَأَةٌ تَدَاوِي الجرجي وَتَحْتَسِبُ بِنَفْسِهَا عَلَى خِدْمَةٌ مِن كانت بِهِ ضَيْعَةً مِنَ المُسْلِمِينَ)[37]
>
> (رفیدہ انصاریہ یا اسلمیہ). تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے رفیدہ کے خیمے میں لے جاؤ جو مسجد کے پاس ہے۔ تاکہ قریب ہونے کی وجہ سے میں ان کی عیادت کیا کروں، اور وہ مسلمان زخمیوں اور مریضوں کا علاج مفت کیا کرتی تھیں۔)[38]

بعض خواتین پیشہ ور جراح اور طبیب کی حیثیت سے اپنے فن سے کماتی بھی تھیں۔ فی سبیل اللہ علاج و معالجہ کی خدمات تو غزوات، مہمات تک ہی محدود ہو سکتی تھیں کیونکہ وہ طبی خدمات کے لئے تو جنگ میں شریک ہوتی تھیں لیکن زمانہ امن و امان اور عام حالات میں علاج معالجہ ایک پیشہ ورانہ ذریعہ آمدنی ہے روایات سیرت و تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جاہلی اور اسلامی دونوں ادوار میں خواتین طبابت سے آمدنی حاصل کرتی تھیں۔ گھریلو دوا دارو یا علاج معالجہ کا ایک عام فن بھی تھا اور بہت سی خواتین اکثر اپنے مردوں کے مانند بسا اوقات فوری علاج کی خدمات انجام دے لیتی تھیں۔ یہ ہر ایک گھر کی کہانی تھی۔ بعض مثالیں ان کی تائید میں پیش ہیں۔

* حضرت فاطمہ نے غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ کے زخموں سے بہتے ہوئے خون کا علاج کیا تھا۔ انہوں نے چٹائی کے ایک ٹکڑے کو جلا کر اس کی راکھ زخموں پر رکھ دی تھی اور خون بند ہو گیا تھا۔[39]
* حضرت ام انمار اور حضرت خباب بن ارت تمیمی نے ایک دوسرے کو داغ کرکے (اکتوی) علاج کیا تھا۔[40]

---

[34] -Ibn al-Athīr, *Asad al-Ghāba*, 5:495.
[35]- Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Birr, Bāb al-Najjār, Ḥadīth No. 2094–2095.
[36]- Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Maghāzī, Bāb Ghazwat al-Fatḥ, Ḥadīth No. 4275.
[37] - Al-'Asqalānī, *Al-Iṣāba fī Tamyīz al-Ṣaḥāba*, 12:255.
[38]- Al-Bukhārī, *Al-Adab al-Mufrad*, Bāb Kayfa Aṣbaḥta, Ḥadīth No. 1129.
[39] -Al-Balādhurī, *Futūḥ al-Buldān*, 1:324.
[40] -Al-Balādhurī, *Futūḥ al-Buldān*, 1:178–179.

* رسول اکرم ﷺ کی آخری بیماری میں حضرت اسماء بنت عمیس اور حضرت ام سلمہ نے آپ ﷺ کے دہن مبارک میں کھلی اور تیل (الکست والزیت) کی بنی ہوئی دواز بردستی ڈال دی تھی۔ یہ خاص طبی نسخہ ان دونوں خواتین عصر نے اپنے قیام حبشہ کے زمانے میں سیکھا تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ عود ہندی (ورس) اور تیل سے بنی ہوئی دوا تھی۔ بہر حال خواتین مکرم نے حبشی طب سے استفادہ کر کے اس کا استعمال کیا تھا۔[41]

عہد وسطی میں بہت سی ایسی خواتین کے حالات ملتے ہیں جنہوں نے طب وجراحت میں مہارت حاصل کر کے شہرت پائی، چنانچہ بنی عود میں زینب بڑی طبیبہ اور ماہرہ امراض چشم تھیں۔[42] ام الحسین بنت القاضی ابن جعفر مختلف مضامین اور علم وفنون میں کمال کی دسترس رکھتی تھیں۔ لیکن وہ بحیثیت طبیبہ مشہور تھیں۔ الحفیظ بن زہر کی بہن اور اس کی بیٹی جو منصور بن ابی عامر کے زمانے میں مشہور تھیں، بہت اچھی طبیب تھیں، علم طب اور فن حکمت میں اپنے مشاہیر زمانہ میں سے تھیں۔ بالخصوص امراض نسوانی کی ماہر تھیں اور شاہی محل کی خواتین کے علاج معالجہ کے لئے انہی کو بلایا جاتا تھا۔[43]

رضاعت بطور پیشہ

ایک خالص نسوانی ذریعہ آمدنی اور پیشہ وکاروبار رضاعت کا تھا۔ زمانہ قدیم سے عرب سماج میں پیشہ ور مرضعات (دودھ پلائیوں) کا ایک طبقہ ہر ایک علاقے میں چلا آتا تھا۔ بعض جدید وقدیم سیرت نگاروں نے اسے نفرت انگیز یا ملامت آگیں پیشہ قرار دیا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ دودھ پلا کر اپنے رضاعی بچوں / بچیوں کے سرپرستوں سے عطایا حاصل کرنا ایک معزز اور محبت بھرا کام تھا جو متعدد خاندانوں اور قبیلوں کو رضاعی بچوں / بچیوں کے ذریعہ محبت والفت اور اتحاد وتعاون کے رشتوں میں باندھ دیتا تھا۔ یہ قدیم پیشہ عہد اسلامی اور عہد نبوی میں بھی جاری رہا اور رضاعی ماؤں کا ایک طبقہ ان کے ذریعہ آمدنی پاتا رہا۔ اس طبقہ محبت والفت کی وسعت کا اندازہ اس حقیقت سے کیا جاسکتا ہے کہ تمام اشراف کے بچے اور بچیاں رضاعت کے لئے "بادیہ" (دیہات) میں ضرور بھیجے جاتے تھے اور اس بنا پر بدوی قبائل وبطون کا یہ خاص پیشہ تھا، شہری لوگوں میں اکادکا۔ مشہور ترین مرضعہ (دودھ پلائی) حضرت حلیمہ سعدیہ تھیں جو رسول اکرم ﷺ کی رضاعی ماں تھیں اور آپ ﷺ کے علاوہ متعدد دوسرے اکابر کو بھی رضاعت کے ذریعے پالا تھا ان رضائی بچوں کے سرپرستوں نے ان کو مناسب عطا سے نوازا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ ان کو اور ان کی اولاد کو اپنے ہدایہ اور تحائف سے مالامال کیا۔ یہی دوسروں کا بھی طریقہ تھا۔

حضرت ثویبہؓ بھی باقاعدہ مرضعہ (دودھ پلائی) تھیں جو کہ مکہ مکرمہ میں یہ خدمات انجام دیتی تھیں۔ انہوں نے بھی رسول اکرم ﷺ اور بعض دوسرے اکابر قریش کی خدمت کی تھی اور ان کو سرپرست خاندان نے ہمیشہ عطایا سے سرفراز کیا تھا۔ حضرت ام بردہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیمؓ کی رضاعی ماں تھیں۔ ان کو اور ان کے شوہر کو رسول اللہ ﷺ نے خاص قیمتی چیزیں ان کی خدمات کے عوض دی تھیں۔[44]

[41]- Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Ṭibb, Bāb al-Dūd, Ḥadīth No. 5712.
[42] -Al-Jabrī, ʻAbd al-Mutaʻāl Muḥammad, *Al-Mar'a fī al-Taṣawwur al-Islāmī* (Cairo: Maktabat Wahba, 1414 AH/1994), 64.
[43] -Shalbī, *Tārīkh al-Taʻlīm wa al-Tarbiya al-Islāmīya* (Cairo: Maktabat al-Nahḍa al-Miṣrīya, 1404 AH/1984), 260.
[44] -Ṣiddīqī, Muḥammad Yāsīn Maẓhar, *ʻAhd Nabawī mein Riḍāʻat* (Lahore: Idāra Saqāfat-e-Islāmīya, 1420 AH/2000), 150.

اسی طرح امہات المومنین میں حضرت عائشہ اور حضرت حفصہؓ کی مرضعات کا ذکر بھی ملتا ہے۔ عہد نبوی ﷺ میں خواتین کے ان کردار کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد کی خواتین کس طرح مردوں کی طرح اپنے معاشی کردار میں اپنا تعاون پیش کرتی تھی۔ یہ واقعات آج کے دور میں ہمارے لیے بھی مشعل راہ ہیں کہ آج ہمارے معاشرے کا اکثر حصہ معاشی طور پر مسائل سے دوچار ہے۔ اگر آج بھی خواتین اسلامی قوانین کی پابندی کرتے ہوئے اپنے معاش کو مستحکم کرنا چاہے تو بہت جلد ہی معاشرہ ترقی کی طرف گامزن ہو گا اور ہمارے بہت سارے معاشی مسائل بھی حل ہو جائے گے جس کی بنا پر گھریلو زندگی میں روزمرہ کی چپقلش بھی ختم ہو جائے گی۔

معروف صحابی حضرت انس بن مالک کی والدہ کے بارے میں روایت میں یہ ذکر ملتا ہے کہ ان کے اپنے کھجوروں کے درخت تھے اور وہ ان درختوں کے ذریعے آمدنی حاصل کرتی تھی۔[45] یعنی خواتین کا کھیتوں میں کام کرنے کا رجحان کافی پایا جاتا تھا۔ اگر خواتین کی اپنی زرعی زمینیں اور کھیت وغیرہ نہ ہوتے تو وہ دوسروں کے کھیتوں میں کام کر کے کماتی تھیں۔ جیسے کہ ابوداؤد میں ایک روایت ذکر کی گئی ہے کہ عمار بن سہیل نے اپنی زمین ایک عورت کو دو سو درہم کے بدلے میں ٹھیکے پر دی تھی۔[46]

گویا کہ خواتین کسب معاش کے لئے کھیتی باڑی اور باغبانی وغیرہ بھی کرتی تھیں اگرچہ یہ محنت طلب کام تھا لیکن حالات و واقعات یہ ثابت کرتے ہیں کہ مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین بھی اس میں سرگرم تھیں۔

عہد صحابہ میں کئی ایسی خواتین ملتی ہیں جو مختلف اشیاء کی تجارت کرتی تھیں۔ جیسے حضرت خدیجہ کی بہن ہالہ بنت خویلد کے بارے میں آتا ہے کہ وہ چمڑے کی تجارت کرتی تھیں۔[47]

حضرت اسماء بنت مخربہ مشہور سردار مکہ ابو جہل مخزومی کی ماں ہیں۔ ان کے فرزند عبد اللہ بن ابی ربیعہ خلیفہ ءدوم حضرت عمر فاروق کے دور میں یمن سے عمدہ عطر ان کے پاس بھیجا کرتے تھے۔ جسے وہ فروخت کرتی تھیں اور بالعموم خواتین ان ہی سے عطر خریدتی۔

(وکان ابنها عبدالله بن ابی ربیعة یبعث الیها بعطر من الیمن و کانت تبیعه الی الاعطیة فکنا تشتری منها)[48]

(ان کا بیٹا عبد اللہ بن ابی ربیعہ یمن سے عطر بھیجتا تھا اور وہ اسے بیچتی تھیں اور ہم ان سے خریدتے تھے۔)

عہد صحابہ میں خواتین کی تجارت کے بارے ایک واقعہ حضرت ابو سفیان کی طلاق یافتہ بیوی ہند بنت عتبہ کا ہے جو دور جاہلیت میں خالد بن ولید کے چچا حفص بن مغیرہ کی زوجیت میں تھیں۔ ہند کا شمار قریش کی خوب صورت اور ذہین عورتوں میں ہوتا تھا۔ حضرت ابو سفیان نے اخیر عمر میں انھیں طلاق دے دی تو انہوں نے حضرت عمر فاروق کے حکم سے بیت المال سے چار ہزار درہم قرض لیا اور کلب کے شہروں کی طرف تجارت کرتے ہوئے اپنے بیٹے معاویہ کے پاس پہنچ گئیں۔[49]

حضرت زینب اور فاطمہ بنت شیبہ وغیرہ کے تذکروں سے پتہ چلتا ہے کہ انصار کی بعض عورتیں سلائی کا کام کرتی تھیں۔[50]

45- Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Kitāb al-Jihād wa al-Siyar, Ḥadīth No. 1771.
46- Abū Dāwūd, *Sunan Abī Dāwūd*, Kitāb al-Jihād, Bāb fī al-Mar'a wa al-'Abd Yujzayān min al-Ghanīma, Ḥadīth No. 2729.
47- Ibn Kathīr, Ismā'īl ibn 'Umar Abū al-Fidā', *Al-Bidāya wa al-Nihāya* (Lahore: Al-Maktaba al-Qudsīya, 1404 AH/1984), 8:266.
48- Al-'Asqalānī, *Al-Iṣāba fī Tamyīz al-Ṣaḥāba*, 12:118–119.
49- Al-Ṣalābī, Muḥammad 'Umar ibn Khaṭṭāb, *Shakhṣīyat aur Kārnāme*, trans. Aḥmad Khalīl Salafī (Lahore: Maktaba al-Kitāb, 1422 AH/2001), 246.
50-Al-'Asqalānī, *Al-Iṣāba fī Tamyīz al-Ṣaḥāba*, 13:81.

ام المومنین حضرت سودہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ طائف کی کھالوں کو درست کرنے کے ساتھ ساتھ دباغت بھی کرتی تھیں۔ روایت کے الفاظ ہیں: (و كانت من احسنهن حالا كانت نعمل الادهم الطائفی)[51] وہ (سودہ) ان میں سب سے زیادہ اچھے حال والی تھیں وہ طائفی چمڑا بناتی تھیں۔) حضرت زینب زوجہ ابن مسعود کے بارے میں آتا ہے کہ دستکاری اور کشیدہ کاری میں مہارت تامہ رکھتی تھیں۔ كانت امراة صنا عا ويس لعبد الله بن مسعود مال، فكانت تنفق عليه وعلى ولده من ثمن صنعنها)[52] (وہ ایک کاریگر خاتون تھیں اور ابن مسعود بالکل مفلس تھے انکی زوجہ اپنی کوشش سے جو کچھ کماتی وہ شوہر پر خرچ کرتی تھیں۔)

ان تمام واقعات سے یہ چیز ہمارے سامنے بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ جس طرح صحابیات نے عہد نبوی میں معاشی کردار میں مختلف شعبوں میں کام سرانجام دیا اسی طرح انہوں نے عہد صحابہ میں بھی ان مشاغل کو جاری وساری رکھا۔ جس طرح وہ عہد نبوی میں ملک کے معاشی نظام میں اپنا نمایاں کردار اادا کرتی رہی، اسی طرح انہوں نے عہد صحابہ میں بھی اپنا تعاون جاری رکھا۔ آج کے دور میں بھی ضرورت اس امر کی ہے کہ خواتین اپنی صلاحیتوں کے مطابق ملک اور گھر کے معاشی نظام میں معاونت کریں تاکہ ملک بھی خوشحال ہو اور قوم بھی کامیاب اور کامران ہو۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مردوں کی شانہ بشانہ خواتین صحابیات نے بھی دین کے لئے بڑی قربانیاں دیں۔ اس کے لئے انھوں نے قریب ترین تعلقات اور رشتوں کی بھی پرواونہ کی۔ خاندان اور قبیلہ سے جنگ مول لی۔ مصیبتوں کو برداشت کیا۔ گھر بار چھوڑا۔ غرض یہ کہ دین سے اُن کا جو بھی مفاد ٹکرایا، اسے ٹھکرانے میں اُنہوں نے کوئی تامل اور پس وپیش نہیں کیا اور آخری وقت تک اپنے سب سے وفاداری کا جو عہد کیا تھا، اس کی مکمل پاسداری کی۔ ذیل میں صحابیات کے رفاہ عامہ کے فروغ کے سلسلہ میں غریبوں کی معاشی کفالت کے عملی مظاہر کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی اکرم ﷺ کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے پورے قبیلے کی خشک سالی کے دوران بھرپور مالی امداد فرمائی۔ ابن سعد بیان کرتے ہیں کہ حلیمہ بنت عبد اللہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ کے پاس مکہ مکرمہ پہنچیں، یہ وہ زمانہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا سے نکاح کر چکے تھے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ ایلام خشک سالی، گرانی اور مویشیوں کے ہلاک ہو جانے کی شکایت کی۔" حضور نبی اکرم ﷺ نے ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اس بارے گفتگو کی تو انہوں نے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو ذاتی مال میں سے چالیس بکریاں دیں اور سواری کے لئے اونٹ بھی عنایت کیا جو سامان ومتاع سے لدا ہوا تھا۔ حلیمہ سعدیہ یہ سب کچھ لے کر اپنے خاندان میں لوٹ آئیں۔[53]

مستشرقین و مسلم مفکرین کی آراء کا جائزہ

اسلام کی تاریخ میں صحابیات نے علمی اور دینی میدان میں بھی گراں قدر خدمات انجام دیں، جن کی بدولت اسلام کی تعلیمات نے مسلم معاشرے میں گہرے اثرات چھوڑے۔ علم و دین کے فروغ میں ان خواتین کے کردار کو نہ صرف مسلم علما بلکہ مستشرقین نے بھی سراہا ہے۔ صحابیات کی علمی و دینی خدمات نے اسلامی معاشرے کو نہ صرف ایک مضبوط علمی و فکری بنیاد فراہم کی بلکہ آنے والی نسلوں کے لئے دینی تعلیم کو محفوظ کرنے میں بھی بنیادی کردار ادا کیا۔

مسلم و غیر مسلم مفکرین نے صحابیات کا معاشی اور سیاسی کردار کو سراہا ہے۔

[51]- Al-ʻAsqalānī, *Al-Iṣāba fī Tamyīz al-Ṣaḥāba*, 4:286.
[52]- Ibn al-Athīr, *Asad al-Ghāba*, 7:122.
[53]-Muḥammad ibn Sa'd, *Al-Ṭabaqāt al-Kubrā*, 1:133.

"Women's work extended to the marketplace where they brought goods they produced or grew to sell. They also acted as waqf executors, sometimes setting up the awqàf themselves and at other times assigned to the job by the qadì."[54]

خواتین کا کام بازار تک پھیلا ہوا ہے جہاں وہ اپنی تیار کردہ یا فروخت کرنے کے لئے اگائی ہوئی چیزیں لاتی تھیں۔ انہوں نے وقف کے عملدار کے طور پر بھی کام کیا، بعض اوقات خود اوقاف قائم کرتے تھے اور بعض اوقات قضا کی طرف سے کام تفویض کیا جاتا تھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ذات جذبہ ایثار و قربانی اور مال و دولت سے بے نیازی اور شان استغناء کا مظہر تھی انہوں نے دل و جان سے اپنے آپ کو اور اپنی تمام دولت کو اسلام کے فروغ کے لئے وقف کر دیا تھا وہ ہر ابتلاو آزمائش میں آپ ﷺ تعلیم کا ساتھ دیتی رہیں۔

اس ضمن میں ایک روایت میں آپ ﷺ کا فرمان ہے:(وَ أَشْرَ كتني في مَا لَہا)[55]اس حوالہ سے ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے لکھا ہے:" مقاطعہ شعب ابی طالب میں حجاز کی رئیسہ مکہ کی مقدس خاتون اور سید الانبیاء صلی علیم کی رفیقہ حیات سیدہ خدیجہ الکبری بھی فاقوں کا شکار ہو گئیں، دھن دولت جاتا رہا معاشی حالات بھی دگرگوں ہو گئے اور قیدیوں جیسی زندگی گزارنا پڑی لیکن وفاداری، خدمت گزاری، حوصلہ افزائی اور جانثاری میں کسی قسم کی کمی نہ آئی، نہ شکوہ و شکایت کے الفاظ زبان پر آئے بلکہ صبر و شکر سے دن گزرتے رہے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنا سرمایہ تھوڑا تھوڑا کر کے حاجت مندوں میں تقسیم کر دیا تھا اور اب رفتہ رفتہ ان کا سارا اثاثہ ختم ہو رہا تھا۔"[56]حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایثار کی اتنی دلدادہ تھیں کہ انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا: "میرے آقا! اس مال و دولت کے مالک آپ ہیں جس طرح چاہیں تصرف فرمائیں۔ میرا اس میں کوئی عمل دخل نہیں"۔

تاریخ شاہد ہے کہ اس مال نے اسلام کی انتہائی مدد کی اور رسول مکرم ﷺ اس مادی امداد کی بدولت فکرِ معاش سے بے نیاز اپنی پیغمبرانہ ذمہ داریاں ادا کرتے رہے۔ Bernard Lewis کے مطابق:

"Muslim women often engaged in trading activities, buying and selling property, lending money, or renting out stores."[57]

"مسلمان عورتیں اکثر تجارتی سرگرمیوں میں مصروف رہتیں، جائیداد خریدتی اور بیچتی تھیں، قرضاً پیسہ دیتیں یا دکانیں کرائے پر دیتیں تھیں۔"

عرب جاہلی اور مسلم سماجوں میں بعض دوسرے پیشے بھی تھے اور ان سے زیادہ تر عورتیں ہی وابستہ تھیں۔ ان کا تعلق عورت کے مسائل و معاملات سے ہوتا تھا۔ ظاہر ہے کہ ان کے لئے عورتوں کو ہی ترجیح دی جاتی تھی اور یہ فطری بات بھی تھی۔ John L Esposito لکھتا ہے۔

"Muhammad's own relationships with his wives provided models for the Muslim community. His first wife, Khadijah, was a successful businesswoman. His wives, particularly Aisha, played

[54]-Joseph, Suad. *Encyclopedia of Women & Islamic Cultures: Methodologies, Paradigms and Sources*. Vol. 1. Leiden: Brill, 2003, 8.

[55] -Al-Dhahabī, Muḥammad ibn Aḥmad, *Siyar A'lām al-Nubalā'* (Beirut: Mu'assasat al-Risāla, 1413 AH/1993), 2:177.

[56]- Al-Qādrī, Muḥammad Ṭāhir, *Sīrat Ḥaḍrat Khadīja al-Kubrā* (Lahore: Minhāj al-Qur'ān Publications, 1428 AH/2007), 127.

[57].Lewis, Bernard. *The Middle East: A Brief History of the Last 2,000 Years*. New York: Scribner, 1995; also discussed in "Bernard Lewis: What Went Wrong? Western Impact and Middle Eastern Response." The Wisdom Fund, June 29, 2003, https://www.twf.org/News/Y2003/0629-Bernard.html.

significant roles after his death as sources of religious knowledge (hadith) and at times in political affairs. The participation of women in the early community in Medina included involvement in religious, social, economic, and even military aspects of life."[58]

نبی کریم ﷺ کا ازواج مطہرات کے ساتھ تعلق مسلم معاشرے کے لیے نمونہ تھا۔ آپ ﷺ کی پہلی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ایک کامیاب تاجرہ تھیں۔ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات، خصوصاً حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد دینی علم (حدیث) کے ماخذ کے طور پر اور کبھی سیاسی معاملات میں اہم کردار ادا کیا۔ مدینہ کی ابتدائی مسلم برادری میں خواتین کی شرکت میں زندگی کے مذہبی، سماجی، معاشی اور یہاں تک کہ عسکری پہلوؤں میں شمولیت شامل تھی۔

ڈیوڈ وینس کو یہ خاص امتیاز حاصل ہے کہ وہ اسلام کی معاشرتی اور معاشی جہات پر گفتگو کرتے ہیں۔ ان کے مطابق:

"The economic independence of figures like Khadijah suggests that Islam opened pathways for women's participation in both commerce and political life, contrary to later restrictive interpretations."[59]

حضرت خدیجہؓ جیسی شخصیات کی معاشی خود مختاری اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ اسلام نے خواتین کے لیے تجارت اور سیاسی زندگی دونوں میں شمولیت کی راہیں کھولیں، برخلاف بعد کی محدود تشریحات کے۔

اینڈریو رپن (Andrew Rippin) کینیڈا کے معروف مستشرق اور اسلامی علوم کے ماہر اسکالر تھے۔ ان کی شہرت خاص طور پر قرآنی اسٹڈیز، تفسیر، اور ابتدائی اسلامی تاریخ کے میدان میں ہے۔ وہ کئی برس یونیورسٹی آف وکٹوریا (University of Victoria)، کینیڈا میں پروفیسر اور شعبہ اسلامک اسٹڈیز کے سربراہ رہے۔ اینڈریو رپن کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ اسلام کے علمی و فکری پہلوؤں کو غیر جذباتی اور تجزیاتی انداز میں بیان کرتے ہیں۔ ان کی تحریروں میں عموماً متعصب لہجہ یا اسلاموفوبک رجحان نہیں پایا جاتا، جو انہیں دیگر کئی مستشرقین سے ممتاز کرتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"Women were crucial in transmitting both religious teachings and political sentiments, shaping the communal identity of Muslims."[60]

خواتین نہ صرف دینی تعلیمات بلکہ سیاسی جذبات کو منتقل کرنے میں اہم تھیں، جنہوں نے مسلمانوں کی اجتماعی شناخت کی تشکیل میں کردار ادا کیا۔

چیس ایف. رابنسن (Chase F. Robinson) ایک معروف امریکی مؤرخ اور اسلامک اسٹڈیز کے استاد ہیں۔ وہ یونیورسٹی کالج لندن (UCL) میں پروفیسر برائے اسلامی تاریخ کی حیثیت سے علمی خدمات انجام دے چکے ہیں۔ ان کی تحقیق خاص طور پر ابتدائی اسلامی تاریخ، خلافت عباسیہ، اور اسلامی معاشرتی و سیاسی تنوع پر مرکوز ہے۔ ان کے مطابق:

"Political disputes in the early Muslim community involved women not just as observers but as participants shaping debates and outcomes."[61]

---

[58]- Esposito, John L. *Islam: The Straight Path*. 3rd ed. New York: Oxford University Press, 1998, 98.
[59] -Waines, David. *An Introduction to Islam*. Cambridge: Cambridge University Press, 2003, 82.
[60] -Rippin, Andrew. *Muslims: Their Religious Beliefs and Practices*. London: Routledge, 2005, 76.
[61] -Robinson, Chase F. *Islamic Historiography*. Cambridge: Cambridge University Press, 2003, 59.

"ابتدائی مسلم معاشرے میں سیاسی تنازعات میں خواتین صرف ناظرین کے طور پر نہیں بلکہ مباحثے اور نتائج کی تشکیل میں شریک رہیں۔"

جان ایسپوسیٹو کے مطابق

> The early Islamic community under Muhammad witnessed a transformation in the status of women. While not achieving full equality by modern standards, women moved from being property with virtually no legal rights to persons with significant, divinely sanctioned rights over their persons, property, and contracts. The active participation of women like Khadijah in commerce and Aisha in scholarship and politics during and immediately after the Prophet's life stands in stark contrast to the restrictions imposed in many later Muslim societies." [62]

"حضور نبی کریم ﷺ کے دور کی ابتدائی اسلامی برادری نے خواتین کی حیثیت میں ایک انقلاب دیکھا۔ اگرچہ جدید معیارات کے مطابق مکمل مساوات حاصل نہیں ہوئی، لیکن خواتین عملاً کوئی قانونی حقوق نہ رکھنے والی ملکیت کی حیثیت سے ایسے افراد میں تبدیل ہو گئیں جنہیں اپنی ذات، جائیداد اور معاہدوں پر کافی اور حقوق جو شرعی طور پر تسلیم شدہ ہیں، حاصل تھے۔ خواتین جیسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تجارت میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم اور سیاست میں نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ کے دوران اور فوراً بعد سرگرم کردار، بعد کی بہت سی مسلم معاشروں میں عائد کردہ پابندیوں کے بالکل برعکس ہے۔"

مائیکل کک کے مطابق

> *"The involvement of early Muslim women in the political events after Muhammad's death shows their active role in determining the leadership of the community."* [63]

"نبی ﷺ کی وفات کے بعد ابتدائی مسلم خواتین کی سیاسی معاملات میں شمولیت اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ انہوں نے مسلم معاشرے کی قیادت کے تعین میں فعال کردار ادا کیا۔

خلاصہ بحث

عہدِ نبوی ﷺ میں صحابیاتؓ نے معاشی میدان میں فعال کردار ادا کیا، تجارت سے لے کر زراعت، طب، رضاعت اور فوجی خدمات تک۔ ام ایمنؓ اور ام عمارہؓ جیسی خواتین مثالیں ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کی تعلیمات پر عمل کر کے معاشرتی فلاح کو یقینی بنایا۔ مستشرقین نے مغربی فکر سے جانچ کر ان کردار کو کمزور دکھایا، جبکہ مسلم مفکرین اسلامی مساوات کو سراہتے ہیں۔ احادیث و سیرت سے ثابت ہے کہ اسلام نے عورت کو وراثت، تجارت اور پیشہ ورانہ آزادی دی۔ نتیجہ یہ کہ صحابیاتؓ معاشی خودمختاری کی علمبردار تھیں۔ مستند ماخذ کی روشنی میں مستشرقین کے تعصبات رد کیے جائیں اور اسلامی جنس تاریخ کو اصل تناظر میں پیش کیا جائے۔

[62]-Esposito, John L. "Contemporary Islam: Reformation or Revolution?" In *The Oxford History of Islam*, edited by John L. Esposito, 643–690. New York: Oxford University Press, 1999, 658.
[63].Cook, Michael. *The Koran: A Very Short Introduction*. Oxford: Oxford University Press, 2000, 88.

تجاویز و سفارشات:

* اسلامی یونیورسٹیوں میں صحابیاتؓ کے معاشی کردار پر اختصاصی کورسز متعارف کیے جائیں تاکہ طلبہ کو مستند تاریخ سے آگاہی ہو۔
* مستشرقین کی تصانیف کا اردو میں ترجمہ اور تنقیدی جائزہ شائع کیا جائے تاکہ تعصبات بے نقاب ہوں۔
* مسلم خواتین کے لیے ووکیشنل ٹریننگ پروگرامز شروع کیے جائیں جو صحابیاتؓ کے پیشوں (تجارت، طب، زراعت) پر مبنی ہوں۔
* سیرت کانفرنسوں میں صحابیاتؓ کے معاشی کردار پر خصوصی سیشنز رکھے جائیں اور مسلم مفکرین کی آراء کو اجاگر کیا جائے۔
* ڈیجیٹل آرکائیو بنایا جائے جس میں احادیث، سیرت کتب اور مستشرقین کی آراء کا تقابلی ڈیٹابیس ہو تاکہ تحقیقی سہولت میسر ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography/کتابیات

* Al-‘Asqalānī, Aḥmad ibn ‘Alī ibn Ḥajar. *Al-Iṣāba fī Tamyīz al-Ṣaḥāba*. Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmīya, 1415 AH/1994.
* Al-Balādhurī, Aḥmad ibn Yaḥyā ibn Jābir ibn Dāwūd. *Futūḥ al-Buldān*. Beirut: Dār wa Maktabat al-Hilāl, 1408 AH/1988.
* Al-Bukhārī, Abū ‘Abd Allāh Muḥammad ibn Ismā‘īl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Beirut: Dār Ibn Kathīr, 1407 AH/1987.
* Al-Dhahabī, Muḥammad ibn Aḥmad. *Siyar A‘lām al-Nubalā’*. Beirut: Mu’assasat al-Risāla, 1413 AH/1993.
* Esposito, John L. *Islam: The Straight Path*. 3rd ed. New York: Oxford University Press, 1998.
* Ibn al-Athīr, ‘Izz al-Dīn. *Asad al-Ghāba fī Ma‘rifat al-Ṣaḥāba*. Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmīya, 1415 AH/1994.
* Ibn Kathīr, Ismā‘īl ibn ‘Umar. *Tafsīr Ibn Kathīr*. Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmīya, 1419 AH/1998.
* Muḥammad ibn Sa‘d. *Al-Ṭabaqāt al-Kubrā*. Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmīya, 1410 AH/1990.
* Al-Qushayrī, Abū al-Ḥusayn Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī. *Ṣaḥīḥ Muslim*. Beirut: Dār Iḥyā’ al-Turāth al-‘Arabī, 1412 AH/1992.
* Al-Ṣalābī, Muḥammad ‘Umar ibn Khaṭṭāb. *Shakhṣīyat aur Kārnāme*. Translated by Aḥmad Khalīl Salafī. Lahore: Maktaba al-Kitāb, 1422 AH/2001.